© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

قاری فہد اللہ مراد ☆

قرآن کریم کو قواعدِ موسیقی پر پڑھنے کی شرعی حیثیت

رسول کریم ﷺ کے اِرشادِ مبارک: «من لم يتغنّ بالقرآن فليس منا» کے مطابق قرآن مجید کو کوشش کر کے حسن صوت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے اور اس سلسلہ میں بالعموم کی جانے والی تمام کاوشیں محمود ہیں۔ البتہ قرآن مجید چونکہ کلام اللہ ہے، چنانچہ اس میں روحِ قرآن سے قطع نظر عامیانہ اَسالیب اور تکلّفانہ کوششوں سے اِجتناب انتہائی ضروری ہے اور اس ضمن میں اِفراط وتفریط پر مشتمل رویوں کی اِصلاح کی بھی اشد ضرورت ہے۔ پاکستان میں محافل قراءات کا رواج ایک محمود ذوق ہے، جس سے گانوں اور نغموں کے بالمقابل فطرت کے تقاضوں کو قرآن کریم کی تلاوت سے پورا کرنے کا رجحان پیدا کیا جارہا ہے، لیکن ان تمام باتوں کے باوجود قرآن کی روح یہی ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور اس میں اللہ کا پیغام اپنے بندوں کے نام پیش کیا گیا ہے۔ اس لیے لحون کے وہ اَسالیب جن میں یہ روح سرے سے مفقود ہے، بلکہ اگر قراءِ کرام کے پیش نظر گھٹیا شعروشاعری و نغمگی (موسیقی) کے قواعد ہیں تو ان سے ہر صورت میں قاری کے لیے اجتناب ضروری ہے۔ اس ضمن میں معتدل رویہ کیا ہونا چاہیے، زیر نظر مضمون میں اسے ہی موضوع بنایا گیا ہے۔

اس سلسلہ کا ایک اور مضامین ''مروجہ محافل قراءات......تنقیدی جائزہ'' کے عنوان سے رشد قراءات نمبر (حصہ دوم) میں ان شاء اللہ پیش خدمت کیا جائیگا، جس میں ''مقامات سبعہ'' کے علاوہ مروجہ محافل قراءت میں سامنے آنے والے دیگر غیر محمود امور کی نشاندہی کی جائیگی۔ امت کا قرآن کریم سے تعلق وقت کا اہم ترین تقاضا ہے، لیکن اس ضمن میں وہ اُمور جو تعلق بالقرآن کے سلسلہ میں انتہائی نقصان دہ اثر رکھتے ہیں اور عملاً امت کو روح قرآن سے بہت دور لے جارہے ہیں، ان کی نشاندہی بھی وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ [ادارہ]

اسلام ایک کامل اور معتدل دین ہے۔ کامل اس لیے کہ زندگی کے جمیع پہلوؤں، مثلاً معاشی، معاشرتی، سیاسی سطح پر ایک جامع اور قابل عمل نظام پیش کرتا ہے اور معتدل بایں معنی کہ اسلام نے ہر ایک شے کو اس کا صحیح اور معتدل مقام عطا کیا ہے اور کسی بھی چیز میں اِفراط تفریط کا قائل نہیں، مثلاً اسلام نے نماز، روزہ، نفل ونوافل اور ذکر واَذکار کو ایک خاص مقام دیا ہے اور اس کے بغیر خوشنودئ الٰہی کو ناممکن بتایا ہے اور ان کو ترک کرنے پر عذاب وعقاب کی وعیدیں سنائی ہیں، لیکن کوئی فردِ ملت صرف انہی عبادات کے درپے ہوجائے اور اِجتماعی زندگی کو یکسر نظر انداز کردے تو اسلام نے ایسے فرد کی بے حد حوصلہ شکنی کی ہے اور کہا ہے ''لا رهبانية في الاسلام'' اسلام میں ایسی کوئی گنجائش نہیں کہ افراد کو صرف انہی کاموں کے لیے چھوڑ دے بلکہ اسلام معاشرتی زندگی میں رہتے ہوئے، اس کے اتار چڑھاؤ اور

☆ فاضل کلّیة القرآن الکریم، جامعہ لاہور الاسلامیہ، معاون مدیر ماہنامہ 'میثاق'، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

مصائب و آلام کو سہتے ہوئے اللہ رب العزت کی طرف متوجہ رہنے کی رغبت دلاتا ہے۔اس سے یہ سمجھنا آسان ہے کہ اسلام ایک معتدل مذہب ہے اور ایک شے کو اس کا صحیح مرتبہ دینے کے بعد اس میں کمی بیشی پسند نہیں کرتا۔

اسی طرح تلاوت کلام کا مسئلہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت خوش آوازی اور خوش الحانی سے کی جائے۔اس پر مسلمانوں کو بہت زیادہ برانگیختہ کیا گیا ہے۔حدیث مبارکہ میں ہے:

«من لم یتغنّ بالقران فلیس منا»

''جس نے قرآن کریم کو خوش آوازی سے نہ پڑھا وہ اُمت محمد ﷺ کے راستہ پر نہیں ہے۔''

دوسری مقام پر ارشاد ہے:

«ما أذن الله لشيءٍ ما أذن لنبي حسن الصوت يتغنى بالقرآن يجهر به»

''اللہ رب العزت اتنی توجہ سے کسی شے کو نہیں سنتے جتنا قرآن کو توجہ سے سنتے ہیں جب نبی ﷺ اسے بآواز بلند خوش الحانی سے تلاوت کر رہے ہوں۔''

◉ فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

«لله أشد إذنا الى الرجل الحسن الصوت بالقرآن يجهر به من صاحب القينة إلى قينته»

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ خوش آواز شخص کا قرآن اس انہاک اور توجہ سے سنتے ہیں کہ ایک گانا سننے والا شخص گلوکارہ کا گانا بھی اتنی توجہ سے نہیں سنتا۔''

اسی لیے جناب نبی کریم ﷺ خود بھی بہت خوبصورت انداز میں تلاوت فرماتے تھے اور کوئی بھی شخص آپؐ سے زیادہ خوش اِلحان نہ تھا۔صحیحین میں جناب جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

"سمعت النبي ﷺ يقرأ في المغرب بالطور لم أسمعه"

''میں نے نبی مکرم ﷺ کو نماز مغرب میں سورۃ الطّور تلاوت کرتے ہوئے سنا (آپ اس قدر خوش الحانی سے پڑھ رہے تھے) کہ میں نے ایسا کبھی نہیں سنا تھا۔'' [صحيح البخاري:۴۸۵۴]

دوسری روایت میں ہے آپؐ جب آیت ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ﴾ پر پہنچے تو آپ کی آواز میں اس قدر سوز پیدا ہو گیا کہ قریب تھا کہ میرا دل شدت تاثیر سے پھٹ جاتا۔[صحيح البخاري:۴۸۵]

◉ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"سمعت النبي ﷺ قرأ في العشآء بالتين والزيتون فما سمعت أحداً أحسن صوتاً منه"

[صحيح مسلم:۱۰۳۹]

''میں نے نبی ﷺ کو عشاء کی نماز میں سورۃ التین کی تلاوت فرماتے سنا، کہتے ہیں، میں نے آج تک کوئی ایک ایسا نہیں سنا جو آپ ﷺ سے زیادہ خوش اِلحان ہو۔''

آپ ﷺ جہاں خود قرآن کو خوش الحانی سے پڑھتے تھے وہاں صحابہ کو بھی اس کی ترغیب دیتے اور خوش آواز صحابہ کی حوصلہ اَفزائی بھی فرماتے تھے۔آپ ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا:

«زينوا القرآن بأصواتكم فإن الصوت الحسن يزيد بالقرآن حسنا»

''قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو کیونکہ خوبصورت آواز قرآن کے حسن کو دوبالا کرتی ہے۔''

ایک مقام پر آپ ﷺ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

«یا أبا موسیٰ لقد أوتیت مزمارا من مزامیر آل داؤد» [صحیح البخاري:٥٠٤٨]
''اے ابوموسیٰ آپ کو حضرت داؤد علیہ السلام کی راگوں میں سے راگ دیئے گئے ہیں۔''

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی خوش آوازی سے قرآن سننے کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرماتے: (ذَکِّرْنَا رَبَّنَا) ''ابوموسیٰ ہمیں ہمارا رب یاد دلاؤ'' پھر جب حضرت ابوموسیٰ خوب خوش آوازی سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو حضرت عمرؓ فرماتے: "من استطاع أن یتغنی بالقرآن غناء أبی موسیٰ فلیفعل" [الطبري] ''جو شخص ابوموسیٰ کی طرح قرآن خوش الحانی سے تلاوت کرسکتا ہے وہ کرے۔''

اسی طرح حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ قرآن کریم بہت خوبصورت آواز سے پڑھا کرتے تھے۔ تو انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

''مجھے فلاں فلاں سورۃ سناؤ۔ جب انہوں نے سنائی تو حضرت عمرؓ رونا شروع ہوگئے اور فرمایا میرا خیال نہیں تھا کہ یہ نازل ہوئی ہے۔''

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھنا شرعاً مطلوب ہے اور تقرب الی اللہ اور خوشنودی الٰہی کا باعث ہے، لیکن قابل غور امر یہ ہے کہ قرآن کریم کو خوبصورت پڑھنے کی کچھ حدود قیود بھی ہیں یا پھر طبعِ آزاد کو سامانِ نشاط وطرف فراہم کرنے کے لیے جس طرح من چاہے پڑھتے چلے جائیں۔ تو یہ بدیہی امر ہے کہ کچھ اُصول وضوابط ہونے چاہیے تو ہماری نظر میں تلاوتِ قرآن کے وقت چار باتوں کا لحاظ رکھنا از حد ضروری ہے ورنہ وہ تلاوت ہمیں قرب الٰہی کی بجائے قرب اِبلیس کی طرف لے جائے گی اور ہم "الماهر بالقرآن مع السفرة الکرام البررة" کی صف سے نکل کر کسی دوسرے گروہ میں شمولیت کے حقدار ٹھہریں گے۔ العیاذ باللہ

قرآن کریم میں ہے: ﴿يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا﴾ [البقرة:٢٦]
''اس قرآن کی وجہ سے بہت سے لوگ گمراہ اور بہت سے ہدایت یاب ہوں گے۔''

چار شروط جن کا لحاظ رکھنا ہر حال میں لازم ہے وہ یہ ہیں:

١. تلاوت قرآن کرتے ہوئے قواعد ترتیل کا خیال رکھا جائے۔
٢. تلاوت قرآن کرتے ہوئے قرآن کا مقصدِ اصلی تدبر وتفکر فی آیات اللہ کسی طرح بھی نظر انداز نہ ہو۔
٣. قرآن کریم کا کلام اللہ ہونے کی وجہ سے جو ذاتی عزت ووقار ہے اسے پامال نہ کیا جائے۔
٤. عرب کے لب ولہجہ میں قرآن کریم کی تلاوت کی جائے اور عجم، اہل کتاب اور فساق لوگوں کے لہجات مذمومہ سے گریز کیا جائے۔

اب ہم ان شروط کو قدرے تفصیل سے کھول کر بیان کرتے ہیں:

پہلی شرط: قرآن کریم کو تلاوت کرتے ہوئے قواعد ترتیل کا خیال رکھنا

قرآن کریم کو پڑھنے کا الٰہی اور نبوی طریقہ صرف اور صرف ترتیل ہے۔ اللہ رب العزت اپنے طریق تلاوت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ﴿وَرَتَّلْنَٰهُ تَرْتِيلًا﴾ ''ہم نے قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھا۔''

اور آپ علیہ السلام کو اسی طرح تلاوت کرنے کا حکم دیا گیا، فرمایا:
﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ ''اے نبی آپ بھی قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ پڑھیں۔''

محدث

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

اب یہ معلوم کرنا ہے کہ ترتیل ہے کیا؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:
«الترتیل هو تجوید الحروف ومعرفة الوقوف»
''حروف کو تجوید کے ساتھ پڑھنے اور اوقاف کی معرفت کا نام ترتیل ہے۔اور تجوید حروف کو مخارج سے ان کی جمیع صفات لازمہ اور عارضہ کا خیال رکھتے ہوئے ادا کرنے کو کہتے ہیں۔''

لہٰذا قرآن کریم کو خوش آوازی سے پڑھیں یا نہ پڑھیں، ہرحال میں ترتیل کے ساتھ پڑھنا لازم وضروری ہے اور خوش الحانی کے نام پر قواعد تجوید کی دھجیاں اڑانا کسی طرح بھی درست نہیں ہے اور نہ ہی یہ چیز باعث اجروثواب ہے بلکہ ایسا پڑھنے والا رُبَّ قاری للقران والقرآن یلعنه کا مصداق ہے۔اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک آدمی بغیر وضو کے لمبی اور انتہائی خشوع خضوع کے ساتھ نماز پڑھے اور اس پر اجروثواب کا بھی متمنی ہو اور اپنے آپ کو ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۝ اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ کا مصداق سمجھے، لہٰذا تلاوت قرآن کریم بغیر ترتیل کے کسی صورت بھی جائز نہیں ہے اور بجائے اجروثواب کے حصول اثم وزر کا سبب بنے گی۔اس لیے قرآن کا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ قاری ہو یا بڑے سے بڑا ماہر جس کے نام کے ساتھ لاحقوں، سابقوں کی بھرمار ہو وہ اگر قرآن کو ٹھیک، درست اور منشاء الٰہی کے موافق پڑھنا چاہتا ہے تو قواعد ترتیل کے موافق پڑھے۔

دوسری شرط: تلاوت قرآن کرتے ہوئے قرآن کا مقصد اصلی تدبر وتفکر فی آیات اللہ کسی طرح بھی نظرانداز نہ ہو

نزول قرآن کا مقصد اصلی غوروفکر اور تدبر وتفکر ہے تاکہ انسان کلام اللہ کی آیات بینات میں غرق ہوکر اپنے لیے ہدایت وتقویٰ اور علم ومعرفت کا سامان حاصل کرے اور انوار قرآنی کی بارش اس کے قلب آہن پر اس قدر برسے کہ اسے آب کردے۔اور اس طرف قرآن کریم نے متعدد مقامات پر توجہ دلائی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوْا آيَاتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُو الْاَلْبَابِ﴾ [ص:۲۹]
''یہ ایک برکت والی کتاب ہے جو (اے نبیؐ) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل وفکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:
﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ [النحل:۴۴]
''اور اب یہ ذکر آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اس کی تشریح وتوضیح کرتے جاؤ جو ان کے لیے اتاری گئی ہے تاکہ وہ خود بھی غوروفکر کریں۔''

مذکورہ آیت میں آپؐ کو تبیین قرآن کا حکم ہی صرف اسی غرض سے دیا گیا ہے کہ لوگ اس پر تدبر وتفکر کریں۔
نیز ارشاد ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا﴾ [الانفال:۲]
''سچے اہل ایمان وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔''

قرآن کریم قلبی خشوع وخضوع اور زیادت ایمان کا ذریعہ تب ہی بنے گا جب اس پر غوروفکر کیا جائے گا۔لہٰذا جب انسان قرآن پر غوروفکر کئے بغیر لمبی لمبی سُریں لگا کر پڑھتا ہے تو وہ قرآن کے حقیقی مقاصد سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر آیات بینات اس پر اثر نہیں کرتیں ایسے لوگوں کی حالت قرآن میں یوں بیان ہوئی ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ [محمد:۲۴]
''ان لوگوں نے قرآن پر غور نہیں لیا یا ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں۔''
دوسری جگہ ایسے طرزِ فکر کے حاملین ذکر یوں ہے:
﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ﴾ [البقرۃ:۷]
''اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے۔''
آیاتِ مذکورہ اس بارے میں صراحت کررہی ہیں کہ نزولِ قرآن کا حقیقی مقصد اس میں غور وخوض کرنا ہے، لہٰذا تلاوتِ کلام حمید کا ایسا انداز اپنانا چاہئے، جس سے سامعین اور خود قاری کو آیات پر غور وفکر کا موقع میسر آئے اور دونوں اس طرف راغب ہوں کہ ہمیں بھی قرآن کے مطالب ومعانی سے واقفیت ہونی چاہئے۔ اگر ایسی تلاوت ہو تو واقعی مسنون تلاوت ہے اور بارگاہِ الٰہی میں باعث اَجر وثواب اور ذریعہ بلندی درجات ہے ورنہ وہ تلاوتِ قرآن نہیں بلکہ ذہن بیمار کی تسکین کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔

تیسری شرط: قرآن کریم کلام اللہ ہے اس کے عزت ووقار کو پامال نہ کیا جائے

قرآن کریم کلام خداوندی ہونے کی وجہ سے الٰہی عزت ووقار کی حامل کتاب ہے جس طرح ذات برحق کو کسی غیر سنجیدہ اندازِ تکلم میں مخاطب کرنا بہت بڑا گناہ ہے اسی طرح کلام الٰہی کو کسی غیر معقول انداز میں پڑھنا بھی بدعتی اور مشکلات کا باعث ہے۔ قرآن کریم میں ہے:
﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾
''اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے چپکے چپکے پکارو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''
لہٰذا جس طرح ذات الٰہی کا اَدب و اِحترام ہر حال میں ملحوظ رکھنا واجب وفرض ہے۔ اس طرح کلام اللہ کا اکرام و توقیر بھی ضروری ہے۔ لہٰذا بوقتِ تلاوت ایسا لب ولہجہ اختیار نہ کیا جائے جس میں کلام اللہ کھیل تماشا بن جائے اور اس کا تقدس باقی نہ رہے اور سامعین سنتے ہوئے ایسا تاثر دیں جس طرح کسی گلوکار کو سن رہے ہیں، لہٰذا ایسی صورتِ حال خود قاری اور سامعین کے لیے بے حد خطرناک ہے۔

چوتھی شرط: قرآن کریم کی عرب کے لب ولہجہ میں تلاوت کی جائے اور عجم، اہل کتاب اور عشاق لوگوں کے لہجات مذمومہ سے گریز کیا جائے۔

قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے جس طرح ہر زبان کا ایک خاص لہجہ ہوتا ہے اسی طرح عربی زبان کا بھی ایک خاص لہجہ ہے اور قرآن کریم کو اسی لہجہ کے موافق پڑھنا چاہئے۔
حدیث مبارک میں ہے: «إقرء وا القرآن بلحون العرب وأصواتها»
''قرآن کریم کو عرب کے لب ولہجہ میں پڑھو۔''
اس روایت سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو عجم کے لب ولہجہ میں پڑھنا ممنوع ہے لہٰذا عجم کے لہجوں پر پڑھنے سے گریز کرنا چاہیے۔ ذیل میں ہم اس مسئلہ پر تفصیل سے بحث کریں گے۔

قواعدِ موسیقی (مقامات) کے موافق تلاوت کرنا

قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا۔ بلاشبہ ایک مستحسن امر ہے اور اس کی قرآن وسنت میں ترغیب دی گئی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

لیکن اس کا بالکل یہ مطلب نہیں کہ تغنّی اور تحسین قراءت کی آڑ میں قرآن مجید کو موسیقی کے قواعد اور موسیقی کی دھنوں میں پڑھنا شروع کردیا جائے یہ امر قطعی ناجائز ہے۔ آج کل یہ مرض بہت بڑھ رہا ہے اور بعض مخلص اور حقیقت سے ناآشنا قراء اس کو اختیار کیے ہوئے ہیں اور اس کو سیکھنے میں خاصی محنت اور تکلف سے کام لے رہے ہیں۔ یہ عادت قراء میں کیوں عام ہو رہی ہے؟ اس کا بھی ایک خاص پس منظر ہے وہ یہ کہ، گذشتہ چند سالوں سے مصری قراء کا پاکستان میں کثرت سے آنا جانا شروع ہوگیا۔ اکثر مصری قراء قرآن کریم کو قواعد موسیقی پر تلاوت کرتے ہیں اور مصر میں مقامات یعنی قواعد موسیقی پر قرآن کو پڑھنے کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے کہ قرآن کریم کو کس طرح موسیقی کی دھنوں پر پڑھا جائے۔ اس کی تعلیم کے لیے باقاعدہ درسگاہیں بھی قائم ہیں اور یہ مرض اس قدر بڑھتا جارہا ہے کہ اس کو انٹرنیشنل سطح پر انٹرنیٹ کے ذریعہ ترویج دی جارہی ہے اور بعض ویب سائٹس باقاعدہ اس پر کام کررہی ہیں۔ جب سے مصری قراء نے اپنے مبارک قدم ارضِ پاکستان پر رنجا فرمائے ہیں، اس وقت سے یہ رجحان بڑھا ہے، چونکہ وہ قواعد موسیقی (مقامات) کے مطابق تلاوت کرتے ہیں، جس کا اندازہ وہ حضرات بخوبی کرسکتے ہیں جو ایسی محافل میں شریک رہے ہیں، مثلاً اپنے ہاتھوں اور انگلیوں کو ایک خاص انداز میں حرکت دینا جس طرح کوئی موسیقار پیانو بجاتے وقت کرتا ہے تو ان کی دیکھا دیکھی ہمارے حقیقت سے ناآشنا قراء کرام نے مقامات پر پڑھنے کی کوشش شروع کردی ہے۔

مقامات یعنی قرآن کو قواعد موسیقی پر پڑھنے کے بارے میں تفصیلی بحث سے پہلے ضروری ہے کہ مقامات کی اصطلاحی تعریف ذکر کی جائے تاکہ یہ علم ہو جائے کہ 'مقامات' کہتے کسے ہیں۔

اِصطلاحی تعریف

مقامات، مقام کی جمع ہے اور مقام کی تعریف یہ ہے:

"المقام الصوتی هو الطابع الموسیقی الذی یمتاز به صوت معین۔ فالدیك یعطی مقام الصبا والأسد یعطی مقام الرست"

''مقام صوتی موسیقی کا ایسا انداز جس سے خاص آوازوں کے مابین امتیاز کیا جاتا ہے جس طرح مرغ (کی آواز) مقام رست اور شیر (کی دھاڑ) مقام صبا کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔''

مذکورہ تعریف سے معلوم ہوا کہ مقامات موسیقی کے ایسے قواعد کو کہا جاتا ہے جس سے آواز کے اتار چڑھاؤ، شدت، نرمی وغیرہ میں امتیاز کیا جاتا ہے اور اس سے یہ ممکن ہوتا ہے کہ انسان موسیقی کی مختلف دھنوں کے اندر ہی رہ کر پڑھتا ہے۔

آج کل کے نام نہاد قراء جو مقامات کے اختیار کو اپنے لیے اعزاز سمجھتے ہیں اور پھر اسے دلائل کے ذریعے جائز کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ درج ذیل دلائل دیتے ہیں۔

پہلی دلیل:

«لیس منا من لم یتغَنَّ بالقرآن»

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن کریم کو خوش آوازی نہ پڑھے''

یہاں یتغنّ سے مراد کیا؟ اس بارے میں علماء کے دو اقوال ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

پہلا قول: تغنّی سے مراد وہ بے نیازی ہے جو فقر کے مقابلہ میں ہو۔سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ، وکیع بن الجراح رحمہ اللہ، ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ، اسحٰق بن راہویہ رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ اس مؤقف کے مؤیدین ہیں۔

دوسرا قول: تغنّی کا مفہوم ہے ۔قرآن کریم کو خوش آوازی سے پڑھنا یہ ابن وہب رحمہ اللہ، حرملہ بن یحییٰ رحمہ اللہ، امام مزنی رحمہ اللہ، امام ربیع رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مؤقف ہے۔

ہم یہاں راجح مسلک کے تفصیلی دلائل ذکر کرنے کے بجائے چند روایات ذکر کرتے ہیں، جس سے راجح مسلک اور مذکورہ حدیث کا مفہوم از خود واضح ہو جائے گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«ما أذن الله لشيء ما أذن لنبي حسن الترنم بالقرآن» [فتح الباري:۸۷/۱۱]

''اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس قدر متوجہ ہو کر نہیں سنتے جس قدر توجہ سے نبی ﷺ کو سنتے ہیں جب وہ خوش الحانی سے قرآن پڑھ رہے ہوں۔''

صحیح مسلم میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«ما أذن لنبي حسن الصوت يتغنى بالقرآن يجهر به» [صحيح مسلم:۱۸۴]

مذکورہ دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ تغنّی اور ترنم دو حروف ایک ہی مفہوم کی وضاحت کے لیے ذکر کئے گئے۔جس سے آسانی سے متعین کیا جاسکتا ہے کہ حدیث « من لم يتغنَّ بالقرآن فليس منا» میں تغنی، ترنم یعنی تحسین صوت کے معنی میں ہے۔

دوسری دلیل:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«زيِّنوا القرآن بأصواتكم» [سنن ابوداؤد:۷۲/۲، سنن نسائی:۱۷۹/۲]

''قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے زینت بخشو۔''

دوسری جگہ ہے:

« فإن الصوت الحسن يزيد بالقرآن حسنا»

''یقیناً خوبصورت آواز قرآن کریم کے حسن کو دوبالا کرتی ہے۔''

تیسری دلیل:

ابویعلی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی اہلیہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رحمہ اللہ کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا، آپ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی قراءت سننے کے لیے کھڑے ہو گئے۔صبح جب سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«يا أبا موسىٰ مررت بك البارحة لو رأيتني وأنا أستمع لقراتك لقد أوتيت مزمارا من مزامير آل داؤد فقال أبو موسىٰ أما إني لو علمت بمكانك لحبرت لك تحبيرا»

[مسند أبو يعلى:۲۶۶/۱۳]

''اے ابوموسیٰ! گذشتہ رات میں تیرے گھر کے پاس سے گزرا تھا، جب میں آپ کی قراءت سن رہا تھا تو کاش تو مجھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

دیکھتا، بلاشبہ تو آل داؤد کے لہجوں میں سے ایک لہجہ دیا گیا ہے۔ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو عرض کیا کہ اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ آپ کھڑے سماعت فرمارہے ہیں، تو میں اس سے بھی زیادہ خوبصورت پڑھتا۔''

'مزمار' بانسری کو کہتے ہیں اور یہاں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خوبصورت شیریں اور سُریلی آواز کو بانسری کی آواز سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بے حد شیریں آواز سے نوازا گیا تھا، چنانچہ ابوعثمان نہدی فرماتے ہیں کہ:

''کہ ایک روز میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا۔ آپ تلاوت فرمارہے تھے۔ آپ کی آواز اس قدر پرسُوز تھی کہ میں نے ان کی آواز سے خوبصورت آواز کبھی طبلہ، سارنگی اور بانسری کی بھی نہیں سنی تھی۔''

[فضائل القرآن لابن كثير، ص٣٥]

وہ حضرات جو قواعد موسیقی کے ساتھ قرآن پڑھنے کے قائل ہیں وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ قرآن کریم کو خوبصورت پڑھنا شرعاً مطلوب ہے اور قرآن کو خوبصورت پڑھنے کے لیے اگر تکلف سے کام لیا جائے اور بعض ایسے قواعد سے مدد لی جائے جس سے مطلوب حاصل ہو جائے تو یہ کون سی حرج کی بات ہے۔

اس حدیث میں جہاں تک تکلف کی بات ہے تو خوبصورت اور درست پڑھنے کے لیے تکلف سے کام لیا جائے تو اس میں واقعی کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اس میں کس حد تک تکلف ہوسکتا ہے اس کے لیے کچھ حدود قیود ہیں مثلاً تجوید و قراءات کے مدارس میں قرآن کریم کو خوبصورت اور درست پڑھنے کی غرض جو مشق کروائی جاتی ہے وہ سراسر تکلف ہے حتیٰ کہ اس بارے میں بعض من گھڑت قصے بھی مشہور ہیں لیکن اس تکلف سے کوئی بھی منع نہیں کرتا یعنی فطری انداز میں آدمی جس قدر خوبصورت قرآن پڑھ سکتا ہے، اس کی کوشش کرنی چاہئے اور شریعت میں اس کی بے حد حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ الغرض ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف فرمائی تو انہوں نے کہا:

«أما أني لو علمت بمكانك لحبَّرت لك تحبيرا»

آپ نے جب یہ جملے سنے تو آپ نے اس پر کوئی انکار نہیں فرمایا، جس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو تکلفاً خوبصورت پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، لیکن یہاں سے کوئی کوتاہ نظر یہ سمجھ لے کہ قرآن کریم کو قواعد موسیقی (مقامات) پر بھی پڑھنا درست اور جائز ہے، تو اس کی کج فکری کی اس سے بڑی کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ایک فطری تکلف کی بات کررہے تھے کہ اللہ رب العزت نے انہیں جو لحن داؤدی عطا کر رکھی تھی وہ ایک وہبی اور فطری چیز ہے۔ اُسی میں مزید خوبصورتی اور نکھار سے پڑھنا مراد ہے نہ کہ قواعد موسیقی پر، کیونکہ انہیں ایسے فنون خبیثہ سے دور کا واسطہ بھی نہیں تھا اور نہ ہی انہوں نے کسی سے یہ فن سیکھا تھا۔ ان کی فطری خوبصورتی کو 'مزمار' سے تشبیہ دی گئی تھی، ورنہ لوگ جب قرآن کو 'مزمار' بنا کر صرف آوازوں کے پیچھے پڑ جائیں گے تو ایسی حالت کو حدیث میں علامات الساعات میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ فتن میں سے ایک فتنہ ہے۔

مسند احمد میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

«سمعت رسول الله ﷺ بادروا بالموت ستا إمرة السفهاء وكثرة الشرط وبيع الحكم و استخفافاً بالدم وقطيعة الرحم و نشوا يتخذون القران مزامير يقدمونه يغنيهم وإن كان أقل منهم فقها»[مسند احمد:٤٩٤/٣]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا چھ چیزوں کے آنے سے پہلے موت طلب کرو۔ بے وقوفوں کی امارت سے پہلے، شرطوں کی کثرت سے پہلے، انصاف کے بکنے سے پہلے، خون کے ارزاں ہونے سے پہلے، قطع رحمی عام ہونے سے پہلے اور ایسے لوگوں کے پیدا ہونے سے پہلے جو قرآن کو مزمار (بانسری) بنالیں گے اور ایسے لوگوں کو امام بنایا جائے گا جو قرآن کو اچھا گاتے ہوں گے اگرچہ وہ اُسے بہت کم سمجھتے ہوں۔''

اور مصنف عبدالرزاق میں یہ الفاظ ہیں «وناس يتخذون القرآن مزامير يتغنَّون به»

''ایسے لوگ آجائیں گے جو قرآن کو بانسری بنالیں گے جس کے ساتھ وہ گائیں گے۔'' العیاذ باللہ

لہٰذا سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث کا سہارا لے کر قرآن کریم کو قواعد موسیقی پر پڑھنا یہ کسی طرح بھی درست نہیں ہے، بلکہ وہ ایک فطری حسن تھا جس میں تلاوت قرآن کی جمیع شروط موجود تھیں، جبکہ مقامات پر پڑھنا ایک غیر فطری، غیر شرعی اور حرام کام ہے، جس میں تلاوت قرآن کی تقریباً جمیع شروط مفقود ہوتی ہیں، کیونکہ وہاں قواعد ترتیل کی دھجیاں بکھیری جاتی ہیں اور جو شخص آواز کی سروں اور قواعد موسیقی پر توجہ دے گا وہ خاک تدبر اور تفکر کرے گا۔ باقی دو شرائط تو ابتداء ہی مفقود ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ قواعد موسیقی پر تلاوت کرنے سے جو خرابیاں لازم آتی ہیں وہ اس حدیث پر غور کرنے سے خوب آشکارا ہو جائیں گی:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

«إقرء وا القرآن بلحون العرب وأصواتها وإياكم ولحون أهل الكتاب والفسق فإنه سيجيئ من بعدى أقوام يرجعون بالقرآن ترجيع الغناء والنوح لايجاوز حناجرهم مفتونةً قلوبهم وقلوب الذين يعجبهم شأنهم» [الطبرانی فی الأوسط]

''قرآن کریم کو عرب کے لب ولہجہ میں پڑھو، اہل کتاب اور فساق کے لہجہ سے بچو، بلاشبہ میرے بعد کچھ قومیں آئیں گی جو قرآن کریم کو گلوکاروں اور نوحہ خانوں کی طرح لوٹا لوٹا کر پڑھیں گے۔ قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا وہ لوگ خود اور جوان کو قابل عزت سمجھیں گے ان کے دل فتنوں میں مبتلا ہوں گے۔''

مذکورہ روایت پر غور کریں تو کئی ایک باتیں سامنے آتی ہیں:

① إقرء وا القرآن بلحون العرب وأصواتها ، قرآن کریم کو عرب کے لب ولہجہ میں پڑھو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے لب ولہجہ کے علاوہ کسی دوسری قوم کے لب ولہجہ میں پڑھنا درست نہیں ہے، کیونکہ مذکورہ روایت میں اس بات کا امر ہے کہ عرب کے لب ولہجہ میں پڑھو اور یہ وجوب کا متقاضی ہے اور اس کے خلاف پڑھنا حرام ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا موسیقی کا تعلق عرب سے ہے یا نہیں، تو اس بارے میں اختلاف ہے کہ موسیقی کا موجد اور بانی کون ہے۔ قدیم تمدن کے ورثاء اسے یونان کی پیداوار کہتے ہیں اور اسے اپنے دیوتا میوزس کی نو بیٹیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ہندو موسیقی کا بانی اپنے دیوتا برہما کو قرار دیتے ہیں۔ ایرانیوں اور فارسیوں کا نقطہ نظر ہے کہ موسیقی حکیم فیثا غورث نے ایجاد کی ہے اور بعض کے ہاں موسیقی کا خالق دیوتا مہادیو ہے۔'' [اسلام اور موسیقی، ماہنامہ 'ترجمان الحدیث'، جون ۱۹۷۰ء]

اس سے قطع نظر کہ موسیقی کا حقیقی اور اصلی بانی کون ہے۔ یہ بات متفق علیہ ہے کہ اس کا بانی کوئی نہ کوئی عجمی ہے، عرب کا اس کی ایجاد سے کوئی تعلق نہیں اور حدیث رسول ﷺ کے مطابق قرآن کریم کو عرب کے لب ولہجہ میں پڑھنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

ہی لازمی وضروری ہے اور موسیقی بنیادی طور پر عرب کے لب ولہجہ میں داخل ہی نہیں اس لیے قرآن کو اس پر پڑھنا ناجائز اور حرام ہے۔ میں اس میں قطعاً داخل نہیں ہوں گا کہ موسیقی کا شرعی حکم کیا ہے یہ بالکل واضح ہے۔ اب اگر کوئی وسعت نظر رکھنے والے قاری صاحب یہ فرمائیں کہ مقامات (قواعد موسیقی) کے موافق مصری قراء بھی پڑھتے ہیں جو کہ عرب ہیں اور ان کی تقلید کرتے ہوئے ہم بھی پڑھیں تو کون سی حرج کی بات ہے تو ان کی اجتہادی بصیرت اور دقتِ نظر پر سوائے ماتم کے، کیا کیا جاسکتا ہے۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ جناب اس کا عرب کے لب ولہجہ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ انہوں نے ایک خارجی شے کو اپنے لب ولہجہ میں داخل کیا ہے اور آج کل کے نوخیز قراء نے اُسے پروان چڑھایا ہے۔ اس کا بنیادی طور پر عرب کے لب ولہجہ سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے اور قرآن اس سے بالکل منزہ اور پاک ہے۔

ایک سوال یہ بھی پیدا کیا جاتا ہے کہ مقامات کے موافق صرف موجودہ نوخیز قراء مصر ہی نہیں پڑھتے بلکہ متقدمین قراء مصر جیسا کہ شیخ رفعت رحمہ اللہ ہیں، وہ بھی مقامات (قواعد موسیقی) کے موافق ہی پڑھتے تھے تو ان کی خدمت میں عرض ہے اس بارے میں اللہ سے ڈرنا چاہئے اور بہتان طرازی سے گریز کرنا چاہئے اور اِن ورع وتقویٰ کے حامل اماموں کو اس فن خبیث سے دور رکھنا چاہئے۔ اس بہتان کی حقیقت کچھ یوں ہے کہ جب ان گلوکاروں نے جو مقامات اور قواعد موسیقی کی تربیت دیتے تھے، انہوں نے ان کی تلاوت سنی تو انہوں نے اپنے فن کی بنیاد پر استقرائی طور پر کہا کہ یہ فلاں مقام میں پڑھ رہے ہیں اور اس طرح ان کو قواعد موسیقی اور مقامات کا ماہر قرار دے دیا۔ اس کو یوں سمجھنا آسان ہے جس طرح آپ نے مقامات کی تعریف میں پڑھا کہ مرغ مقام صبا میں اَذان دیتا ہے اور شیر مقام رست میں دھاڑتا ہے اب کوئی عقل و دانش سے عاری شخص ہی کہے گا کہ مرغ اور شیر قواعد موسیقی یا مقامات کے ماہر ہیں اور قواعد موسیقی کا پورا خیال رکھتے ہوئے اَذان دیتے یا دھاڑتے ہیں۔

اگر آپ کی نظر سے علم مقامات کا کوئی مذکرہ گزرا ہو تو اس میں آپ کو یہ بھی ملے گا کہ شیخ سعود شریم حفظہ اللہ فلاں مقام پر پڑھتے ہیں، حالانکہ ان کا تعلق علماء کے اس گروہ سے ہے جو مقامات کے سخت مخالف ہیں۔ بالکل اسی طرح انہوں نے متقدمین مصری قراء کو مقامات کا ماہر قرار دیا ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ استاد محترم قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ، جو سالہا سال سے کویت میں تراویح پڑھاتے ہیں، ان کی خوش آوازی کی وجہ سے بعض موسیقار بھی ان کا قرآن سننے آتے ہیں اور بعد میں وہ انہیں بتاتے ہیں کہ آج آپ نے فلاں فلاں مقام پر تلاوت کی ہے، حالانکہ ان کے بقول انہوں نے تو کبھی کوئی گانا بھی نہیں سنا، چہ جائیکہ ان مقامات سے واقفیت رکھتے ہوں۔

③ وإيّاكم وأصوات أهل الكتاب والفسق: ''اہل کتاب اور فساق کی آوازوں سے بچو۔''

اہل کتاب کی آوازوں سے بچنے کے لیے اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ بھی خاص لہجوں میں گرجا گھروں میں اپنی کتب کو گاتے تھے جو آج کل بہت زیادہ بڑھ کر یہاں پہنچ چکی ہے کہ وہ باقاعدہ موسیقی کا اہتمام کر کے اس کے ساز میں اپنی کتب کو پڑھتے ہیں اور فساق لوگوں سے مراد گلوکار اور قوال قسم کے لوگ ہیں، جو شاعری کو خاص سروں اور دھنوں پر گاتے ہیں۔ اس لیے قرآن کریم کو گلوکاروں کے اور قوالوں کے انداز پر بھی پڑھنا ممنوع ہے اور انہیں فساق اس لیے کہا گیا ہے کہ موسیقی اور گانا بجانا متقی اور شرفاء لوگوں کا شیوہ نہیں ہے بلکہ منافقین اور فاسقوں کے ٹولے کا ہی طرز عمل ہے اس لیے قرآن کریم کو ایسی آوازوں پر پڑھنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

③ «فإنه سيجيئ من بعدى أقوام يرجعون بالقرآن ترجيع الغناء النوح»

''آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میرے بعد ایسی قومیں ائیں گی جو گانوں اور نوحوں کی طرح لوٹا لوٹا کر پڑھیں گی۔''

حدیث کا یہ ٹکڑا انتہائی قابل غور اور قابل التفات ہے کہ گانوں اور نوحوں کی طرح لوٹا لوٹا کر پڑھنے کا اس کے سوا کیا مطلب ہوسکتا ہے کہ قاری آیت کو ایک مرتبہ مقام رست میں پڑھے پھر مقام صبا میں پڑھے۔ پھر مقام 'نھاوند' میں پڑھے پھر مقام 'سیکا' میں پڑھے، علی ہذا القیاس اگر یہ ترجیع اور لوٹانا گلوکاروں اور نوحہ خانوں سا نہیں ہیں تو کن کی طرح لوٹا رہے ہیں۔ العیاذ باللہ

اب بھی اگر کوئی صاحب یہ کہے کہ قرآن کو قواعد موسیقی پر پڑھنا جائز ہے تو پھر وہ حدیث کی یہ وعید سن لے۔

④ «لا يجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذين يعجبهم شأنهم»

مذکورہ بالا صفات کے مالک جو قراء ہیں، قرآن ان کے دلوں سے نیچے نہیں اترتا خود ان کے اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے والے لوگوں کے دل فتنہ میں مبتلا ہیں۔

لہٰذا وہ قراء جو آج کل قواعد موسیقی (مقامات) پر قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اس فتنہ سے خود بھی نکلیں اور سامعین کو بھی نکالیں لوگوں سے داد وصول کرنے کے چکر میں اپنی اور عوام الناس کی آخرت تباہ نہ کریں۔

اب ہم اس مسئلہ پر متقدمین اور متاخرین فقہاء اور علماء کا نقطہ نظر ذکر کرتے ہیں اور اس کے بعد راجح مسلک کی نشاندہی کرتے ہیں۔

قواعد موسیقی کے مطابق قرآن پڑھنے پر فقہاء کا نقطۂ نظر

اس مسئلہ میں فقہاء کے دو نقطۂ نظر ہیں:

پہلا گروہ

اس میں ایسے علماء اور فقہاء شامل ہیں جو قواعد موسیقی (مقامات) کے موافق تلاوت کرنے کو حرام اور مکروہ سمجھتے ہیں اس میں کئی ایک ائمہ شامل ہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام عبدالوھاب مالکی رحمہ اللہ نے امام مالک سے رحمہ اللہ اور امام طبری، ماوردی اور ابن حمدان الحنبلی رحمہم اللہ نے اہل علم کی ایک جماعت سے الحان (قواعد موسیقی) میں قراءت کی حرمت بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ ابن بطال، قاضی عیاض، قرطبی، شافعیہ میں سے البندنیجی، غزالی رحمہم اللہ اور احناف میں سے صاحب الذخیرہ کراہت کے قائل ہیں۔

نیز ہمیں بعض تفصیلی اَقوال بھی ملے ہیں، ذیل میں ہم انہیں ذکر کرتے ہیں:

① انس بن مالک رضی اللہ عنہ

زیاد النُّمیری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

"أنه جاء مع القراء إلى أنس بن مالك رضى الله عنه فقيل له اقرأ فرفع صوته وطرّف وكان رفيع الصوت فى قراء ته فكشف أنس عن وجهه وكان على وجهه خرقة سوداء فقال يا هذا ما هكذا كانويفعلون وكان إذا رأى شيئا ينكره كشف الخرقة عن وجهه) [زاد المعاد]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

’’وہ کہتے ہیں کہ وہ قراء کی ایک جماعت کے ہمراہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہیں کہا گیا کہ تلاوت سناؤ انہوں نے بآواز بلند سر لگا کر پڑا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے چہرے سے کپڑا اُٹھایا اور فرمایا ارے یہ کیسے پڑھ رہے ہو؟ کیا سلف ایسے پڑھتے تھے؟ راوی کہتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عادت تھی جب کوئی منکر کام دیکھتے تھے تو چہرے سے کپڑا اہٹاتے تھے۔‘‘

② امام مالک بن انس رحمہ اللہ

ابن القاسم رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں:

"سئل عن الألحان فی الصلاۃ فقال لا تعجبنی فقال إنما هو غناء يتغنون به ليأخذوا عليه الدراهم" [زاد المعاد :۱/۴۸۵]

’’امام مالک رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا نماز میں الحان (قواعد موسیقی) سر لگا کر قرآن پڑھنا کیسا ہے تو انہوں نے فرمایا مجھے پسند نہیں ہے، پھر فرمایا وہ تو گانا ہے جسے گا کر لوگ دراہم اکٹھے کرنا چاہتے ہیں۔‘‘

③ سعید بن میسّب رحمہ اللہ سے مروی ہے:

" أنه سمع عمر بن عبد العزيز يؤم الناس فطرب فی قراء ته فأرسل إليه سعيد يقول:أصلحك الله إن الأئمة لا تقرأ هكذا فترك عمر التطريب بعد"

’’انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو نماز میں سر لگا کر پڑھتے ہوئے سنا تو ان کی طرف پیغام بھیجا کہ امام ایسے نہیں پڑھتے تو عمر بن عبدالعزیز نے اس کے بعد سر لگا کر پڑھنا چھوڑ دیا۔‘‘

④ قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے:

" أن رجلا قرأ فی المسجد النبیﷺ فطرب فأنكر ذلك القاسم فقال، يقول الله عز وجل ﴿ إِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ﴾

’’ایک آدمی نے مسجد نبوی ﷺ میں سُر لگا کر پڑھا تو انہوں نے اس کا انکار کیا (کہ یہ درست نہیں ہے) اور فرمایا اللہ رب العزت فرماتے ہیں یہ ایک مضبوط کتاب ہے اس کے آگے اور پیچھے کسی طرف سے بھی باطل کی آمیزش نہیں ہوسکتی۔‘‘

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

" قال أحمد فی رواية علی بن سعيد فی قراء ة الألحان ما تعجبی وهو محدث وقال فی رواية المروزی القراء ة بالا ألحان بدعة لا تسمع"

’’علی بن سعید کی روایت میں ہے کہ امام نے الحان میں قراءۃ کے بارے میں کہا ایسی شے کو میں کیسے پسند کرسکتا ہوں جو بدعت ہو اور مروزی کی روایت میں ہے کہ الحان (قواعد موسیقی) میں تلاوت کرنا بدعت ہے اسے نہ سنو۔‘‘

" قال عبدالله بن يزيد العكبری سمعت رجلاً يسأل احمد ما تقول فی القراء ة بالألحان فقال ما إسمك قال محمد قال أيسرّك أن يقال لك يا موحمد ممدوداً"

’’عبداللہ بن یزید العکبری فرماتے ہیں، میں نے ایک آدمی کو سنا (جو کہ رہا تھا)، امام احمد سے سوال کیا گیا آپ الحان کے موافق قراءت کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو انہوں نے جواباً کہا تیرا نام کیا ہے اس آدمی نے کہا محمد، تو انہوں نے کہا کیا درست ہے کہ تجھے کھینچ کر یا موحمد کہا جائے۔‘‘

اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے قاضی ابویعلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

"هذه المبالغة فی الكراهة کہ یہ انداز کراہت میں مبالغہ کا ہے۔"

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

اِمام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ الحان میں قراءت کرنا کیسا ہے تو اس کے جواب میں رقم طراز ہیں:

" وأعدل الأقوال فيها أنها إن كانت موافقة لقراء ة السلف كانت مشروعة وان كانت من البدع المذمومة نهى عنها والسلف كانوا يُحسنون القرآن بأصواتهم من غير أن يتكلفوا أوزان الغناء"

"تمام اَقوال میں سے معتدل بات یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت سلف کے طریق پر کرنی چاہئے اور یہی شرعی طریقہ ہے اور اگر کوئی نیا طریقہ ایجاد کرلیا جائے تو یہ بدعت مذمومہ ہے جس منع کیا گیا ہے اور سلف کا طریق کار یہ تھا کہ وہ قرآن کریم کو اپنی ہی آوازوں کے ساتھ خوبصورت کرتے تھے نہ کہ تکلف کرکے گانے کے اوزان پر پڑھتے تھے۔"

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ

" فأما الأصوات بالنغمات المحدثة المركبة على الأوزان والأوضاع الملهية والقانون الموسيقائی فالقران ينزه عن هذا ويجل ويعظم أن يسلك فی أدائه هذاالمذهب"

"جدید نغمات کی وہ آوازیں جو لہو ولعب جو موسیقی کے اوزان اور قوانین سے ترکیب پاتی ہیں تو قرآن ایسی آوازوں سے پاک اور منزہ ہے اس سے بہت عظیم اور بلند تر ہے کہ اُسے ایسے طریقہ پر پڑھا جائے۔"

امام ابن رجب رحمہ اللہ

" وانما وردت السنة بتحسين الصوت بالقرآن لابقرائة الألحان و بينهما بون بعيد) (نزهة الأسماع فی مسألة السماع"

"سنت نبویؐ میں جو وارد ہے وہ یہ کہ آوازوں کو قرآن کے ساتھ خوبصورت بنایا جائے نہ کہ قواعد موسیقی کے ساتھ قرآن کی تلاوت کی جائے اور دونوں کے مابین (قواعد موسیقی اور تلاوت قرآن) بہت بُعد ہے۔"

شیخ ابن باز رحمہ اللہ

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے مقامات کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا:

" لا يجوز للمؤمن أن يقرأ بألحان الغناء و طريقة المغنين بل يحب أن يقرأه كما قداه سلفنا الصالح من أصحاب رسول الله! واتباهم بإحسان"

"کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ قرآن کو قواعد موسیقی اور گلوکاروں کی طرز پر پڑھے بلکہ واجب ہے کہ اس طرح پڑھے جس طرح ہمارے سلف صحابہ کرام اور تبعین نے پڑھا۔"

مذکورہ اَقوال سلف سے یہ انداز کرنا آسان ہے کہ سلف صالحین کس قدر قرآن کریم کو قواعد موسیقی (مقامات) پر پڑھنے سے منع کرتے تھے اور اس بات کی صراحت کی ہے قرآن ایسے لہوولعب سے منزہ اور پاک ہے۔ اب دوسرے علماء کے نقطۂ نظر پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں۔

دوسرا گروہ

ابن بطال رحمہ اللہ نے صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت سے الحان کے ساتھ قرآن پڑھنے کا جواز نقل کیا ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی اس کے جواز پر نص ہے، نیز امام طحاوی رحمہ اللہ نے حنفیہ سے اور فورانی نے شافعیہ کی کتاب 'الابانۃ'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

میں جواز بلکہ اِستحباب نقل کیا ہے۔ [فتح الباری:۱۱/۸۹]

انہی علماء کے بارے میں بعض تفصیلی باتیں بھی موجود ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

"انهم كانو يستمعون القرآن بالألحان" [زاد المعاد:۱/۴۸۶]

''کہ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب قرآن کو الحان کے ساتھ سنتے تھے۔''

امام شافعی رحمہ اللہ

" قال محمد بن عبد الحكم رأيت أبي ويوسف بن عمرو الشافعي يستمعون القرآن بالألحان" [زاد المعاد حوالہ مذکورہ]

''محمد بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ امام شافعی اور یوسف بن عمرؒ کو دیکھا کہ وہ الحان (قواعد موسیقی) کے ساتھ قرآن سنتے تھے۔''

راجح اور معتدل مؤقف

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تصنیف زاد المعاد في هدي خير العباد میں اس مسئلہ میں اَحادیث اور علماء کے اقوال ذکر کرنے کے بعد جو فیصلہ کن اور راجح بات نقل کرتے ہیں، ہمارے نزدیک بھی وہی راہ صواب اور راجح موقف ہے۔فرماتے ہیں:

'' قرآن کریم کو خوش الحانی اور سُر لگا کر پڑھنے کی دو قسمیں ہیں:

① وہ خوش الحانی جس کا طبیعت تقاضا کرتی ہے اور بغیر تکلف و تعلیم زبان پر جاری ہو جائے یعنی جب طبیعت کو کھلا چھوڑ دیا جائے تو مذکورہ خوش الحانی اور سُر خود بخود ہی جاری ہو جائے تو یہ درست اور جائز ہے۔ جس طرح حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا تھا «لو علمت أنك تسمع لحبرت لك تحبيرا»

گویا اس سے مراد وہ خوش الحانی ہے جس میں بے جا تکلف اور تصنع نہ ہو بلکہ وہ انسانی طبیعت کا حصہ ہو اور اس میں شامل ہو یہی وہ خوش الحانی ہے جس پر سلف عمل کرتے تھے اور یہی ممدوح اور محمود تغنی ہے اور اسی سے ہی سامع متاثر ہوسکتا ہے۔

② اس سے مراد وہ خوش الحانی اور سُر ہے جس میں تکلف اور تصنع ہو اور طبیعت کے غیر موافق ہو جس کا حصول تکلف اور تصنع کے بغیر ناممکن ہو جس طرح موسیقی کی تعلیم حاصل کی جاتی ہے اور مخصوص اور من گھڑت اوزان پر گایا جاتا ہے۔ ایسی خوش الحانی کو سلف صالحین نے ناپسند کیا ہے اس کی مذمت کی ہے، اس کا انکار کیا ہے، اس کو معیوب قرار دیا ہے اور اس سے برأت کا اعلان کیا ہے۔ اور ہر وہ شخص جو احوال سلف سے واقف ہے وہ بخوبی اس سے آگاہ ہے کہ وہ قواعد موسیقی پر تلاوت کرنے سے بری تھے اور اس کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔'' [زاد المعاد]

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے اللہ رب العزت ہمیں قرآن کریم کو صحیح اور درست پڑھنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

——————*

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com